AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

رشید امجد کا افسانہ "ایک کہانی اپنے لیے" کا نفسیاتی جائزہ

PSYCHOANALYSIS OF RASHID AMJAD SHORT STORY "AIK KAHANI APNY LIYEE"

امتیاز احمد

ایم فل اسکالر، شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونی ورسٹی پشاور

imtiazsharib@gmail.com

ڈاکٹر ظہور عالم

گورنمنٹ شہید عبد الماجد ڈگری کالج بٹ خیلہ

Zahooralam28@gmail.com

ڈاکٹر شہاب الدین

لیکچرار، شعبہ اردو جامعہ اسلامیہ پشاور

Shabuddin@icp.edu.pk

Abstract

Rasheed Amjad belongs to the psychological and symbolic school of Urdu short fiction. In his short story "aik kahani apny liye" he powerfully shapes the modern human being's inner conflict, loneliness, memory, and unconscious desires within the narrative form of the short story. Through techniques such as soliloquy, free association of thought, and a circular sense of time, the story presents the emotional isolation, unfulfilled love, and early trauma of the central character the narrator. These experiences repeatedly surface in the individual's unconscious as enduring sadness and an existential void. The narrator's life appears suspended between a few fleeting moments of attachment and prolonged solitude, where the recurring return of memories, illusion and delusion, and a crisis of identity emerge as symbols of the modern human's existential anguish. This article examines the solitude, inner helplessness, and unconscious deprivations of the modern individual in the light of Rasheed Amjad's distinctive style and his profound psychological insight.

کلیدی الفاظ: رشید امجد، تنہائی، جذباتی علاحد گی، وجودی خلا، فرد کے اندرونی ہیجانات، فرار، ایک کہانی اپنے لیے .

نفسیات ذہن، احساسات اور رویّوں کے باہمی ربط و امتزاج کا وہ علم ہے جو فرد کی داخلی دنیا کو اس کے خارجی حالات کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ نفسیات فرد کے لاشعور، یادداشت، جذبات، خواہشات، خوف اور محرکات کے مطالعہ کا نام ہے۔ فرد، سماج اور نفسیات کامل تکون ہے جو ایک دوسرے پر بالواسطہ یا بلاواسطہ اثرانداز ہوتے ہیں۔ لیسٹر ڈونلڈ کرو اور الائس کرو اپنی مشترکہ کتاب "ایجوکیشنل سائیکالوجی" میں نفسیات کو انسانی رویوں کے ادراک کا علم کہتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

> "نفسیات ایک ایسا علم ہے جو انسانی رویّوں کی وضاحت اور تشریح سے بحث کرتا ہے۔ یہ انسان کے سوچنے، محسوس کرنے اور عمل کرنے کے عمل کا مطالعہ کرتا ہے اور ردِّعمل کے سانچوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے جو یا تو موروثی ہوتے ہیں یا سیکھنے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ نفسیات کو اُن بنیادی اصولوں سے بھی گہری دلچسپی ہوتی ہے جو انسانی رویّوں کی تشکیل اور ان کی سمت متعین کرتے ہیں۔"[1]

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

در اصل ادب اور نفسیات کے مطالعے کا محور و مرکز انسان ہے۔ اول الذکر انسانی احساسات و جذبات، تجربات اور داخلی کش مکش کے بہترین پیرایہ اظہار کا نام ہے جب کہ موخر الذکر انہی کیفیات کا فکری مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اگر ادب انسانی روح کی بازگشت ہے تو نفسیات اسی بازگشت کی تلاطم خیز موجوں کو پرکھنے کا علم ہے۔ دونوں علوم نے انسان کو یہ شعور دیا کہ فرد محض معروضی حالات کا اسیر نہیں بل کہ اس کے حرکات و سکنات کے پیچھے ذہنی محرکات اور داخلی عوامل کا عمل دخل ہیں۔ بعض اوقات فرد خود بھی اپنے اعمال سے ناواقف ہوتا ہے اور یہی ناواقفیت ادب کی فکری گہرائی کا موجب بنتا ہے۔ اسی طرح ادب فرد کی نفسیات کی نہ صرف عکاسی کرتا ہے بل کہ اس کی تفہیم و آگاہی میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اسی ضمن میں شکیل الرحمان رقم طراز ہیں:

> "ماہرینِ نفسیات فن کو انسان کی شعوری اور غیر شعوری خواہشوں کی آمیزش بتاتے ہیں۔ وہ آرٹ میں انسان کی زندگی اور فنا کی جبلتوں کی محبت اور تخریب کی ہم آہنگی محسوس کرتے ہیں، آرٹ منتشر خیالات اور مختلف بکھرے ہوئے تصورات کی تربیت کرتا ہے" 2

اسی طرح جدید مشینی دور میں جس صنف نے فرد اور کہانی کا رشتہ استوار رکھا ہے وہ جدید مختصر افسانہ ہے، فرد کے اندرونی ہیجانات، یادِ رفتگاں، حزن و ملال، یاسیت، الوژن، سماج کا دوغلا پن، محبت اور نفرت کی بدلتی صورتیں، ہمدردی، میل جول میں بے اعتناہی، فراریت، کرب و ہیجان، تنہائی پسندی جیسے موضوعات کو جدید مختصر افسانے نے اپنے وسیع مگر مختصر کینوس میں جگہ دیا ہے۔ بیسویں صدی کے ہنگامہ خیز دور میں جن افسانہ نگاروں نے افسانے کے ذریعے انہی منتشر اور بکھرے ہوئے خیالات کی تربیت کی ان میں رشید امجد کا نام سرفہرست ہے۔ رشید امجد ایک ایسے تخلیق کار ہیں جو فرد کے باطن، سماجی شعور اور آگہی کو اسلوب و تکنیک کی ہزار ہا نزاکتوں کے ساتھ افسانے کے قالب میں ڈھالتے ہیں۔ ان کے یہاں نفسیاتی موضوعات فرد کی داخلی الجھنوں تک محدود نہیں رہتے بل کہ ذات سے سماج اور سماج سے آفاق تک پھیلتی ہوئی تکون تشکیل دیتے ہیں جہاں موت، زندگی، وقت، خوف اور بے یقینی جیسے تصورات ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے ٹھہراؤ، اعتدال اور عرفانی شعور میں ڈھل جاتے ہیں۔ رشید امجد کا امتیاز یہ ہے کہ ان کا اسلوب موضوع کی کوکھ سے جنم لیتا ہے۔ بیانیہ، علامت، استعارہ اور امیجری باہم مدغم ہو کر ایک سیال مگر گہرا طرزِ احساس پیدا کرتے ہیں۔ فن کردار نگاری میں بھی وہ جمود کو توڑتے نظر آتے ہیں۔ بے جان اشیا، تجریدی کیفیات اور صیغۂ واحد متکلم کے لاشعور میں ہچکولے کھاتے دگر گوں خواہشات سبھی خود مختار کردار بن کر ابھرتے ہیں۔ رشید امجد کے افسانوں میں فرد کی کش مکش زیست، روحانی جستجو اور کائناتی نظام کے شعور کا ایسا تخلیقی اظہار پایا جاتا ہے جو اردو افسانے کو نئے فکری آہنگ اور نئے طرزِ احساس سے ہم کنار کرتا ہے۔ رشید امجد کے یہاں فرد ایک ایسے وجود کی صورت میں سامنے آتا ہے جو داخلی و خارجی دباؤ کے درمیان اپنی شناخت کھوتا چلا جاتا ہے۔ ان کے ہاں فرد سماجی اکائی نہیں بل کہ ایک بکھرا ہوا شعور ہے جو مسلسل الجھا ہوا رہتا ہے جو معروض میں سیاسی، سماجی اور معاشرتی جبر کے نتیجے میں بے توقیری، گم نامی اور بے معنویت کا شکار ہوتا ہے۔ جب کہ داخل میں اخلاقی اقدار کے زوال، یادداشت کی شکست و ریخت اور مفلوج ذہنیت فرد کو اپنے وجود سے بے گانہ کر دیتا ہے۔ یادداشت کا بار بار لوٹنا اور پھر کھو جانا، زمان و مکان کا الوژن و ڈیلوژن اور سانس کی آمد و رفت تک محدود زندگی جیسے عناصر رشید امجد کے یہاں فرد کی شناختی بحران کی علامتیں ہیں۔ یوں ان کے یہاں فرد مکمل طور پر زندہ ہے نہ مردہ بل کہ ایک ایسی کیفیت میں معلق ہے جہاں وہ بولنے کی خواہش تو رکھتا ہے مگر بولنے کی قدرت سے محروم دکھائی دیتا ہے اور یہی بے بسی جدید اور نئے انسان کے وجودی کرب کو شدت کے ساتھ نمایاں کرتی ہے۔ ذیل میں ان کے افسانے "ایک کہانی اپنے لیے" کا نفسیاتی جائزہ لیا جائے گا۔

"ایک کہانی اپنے لیے" کا نفسیاتی جائزہ

افسانہ "ایک کہانی اپنے لیے" میں خود کلامی کی تکنیک کا بخوبی استعمال کر کے انسانی یادداشت، لاشعوری محرکات و خواہشات، جذباتی حرمان نصیبی، یاسیت کو موضوع بنایا ہے۔ افسانے کا مرکزی کردار "راوی" جذباتی علاحدگی (Emotional Detachment) اور گھمبیر تنہائی (Loneliness) کا شکار، زندگی سے بے زار نظر آتا ہے۔

> "زندگی کے طویل خارزار میں وہ مجھے چند لمحوں کے لیے ملتی ہے اور اس کے بعد اداسی کی لمبی شاہراہ ہے جس پر میں اکیلے ہی سفر کرتا ہوں، یہ چند لمحوں کی ملاقات ہی اس طویل خارزار میں میرا زادِ راہ ہے۔ مجھے لگتا ہے، میری زندگی ایک نہ ختم ہونے والی اداس شام ہے" 3

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

افسانے کے آغاز میں مرکزی کردار "راوی" کی تنہائی اور نفسیاتی الجھن واضح ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ایک ایسے منزل کی تلاش میں جو کبھی اسے ملی ہی نہیں۔ بچپن میں چند ساعتوں کی ملاقات نے اس کے لاشعور پر ایسے نقوش چھوڑ دیے ہیں کہ وہ اس نامکمل اور دبائی ہوئی خواہش کی وجہ سے اپنی زندگی کو مہیب شاموں سے تعبیر کرتا ہے۔ یہی ابتدائی صدمہ (early trauma) مرکزی کردار یعنی راوی کے دل میں ناآسودہ محبت (unfulfilled love) اور ادھورے جذبات (Incomplete emotions) اس کے لاشعور میں دبی ہوئی یہ ناآسودہ خواہش اور ادھوراپن مستقل اداسی اور وجودی خلا (Existential Melancholy) کی مختلف صورتوں میں بار بار ابھرتا ہے۔ دراصل راوی کے لاشعور میں کی پرتوں میں وہی ایک چہرہ اور ایک ہی ساعت ہے جس سے وہ بار بار نبرد آزما ہوتا۔ کسی بھی کیفیت میں خیالات کا بہاؤ مرکزی کردار کے لاشعور میں دبے ہوئے پہلی کیفیت میں لے جاتا ہے جہاں وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے۔ نفسیات کی زبان میں اس کیفیت کو آزاد تلازمہ خیال (Free association of thoughts) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "مجھے معلوم نہیں میں نے کیا کہا۔۔۔ یاد آیا، کئی برس پہلے وہ اسی طرح مجھے ملی تھی، کلاس کی سب سے اگلی سیٹ پر، پہلے ہی دن میں نے اسے پہچان لیا تھا۔ لیکن وہ مجھے پہچان نہ سکی۔ دو سال یوں گزر گئے جیسے لمحوں کو پر لگ گئے ہوں۔ آخری دن جب الوداعی تقریب ہو رہی تھی، وہ میرے پاس آئی۔ اس کے ہاتھ میں سرخ گلاب تھا۔" 4

محبت کا یہ جذبہ کبھی الفاظ کا سہارا لے کر اس کے منہ سے نہیں نکلتا بل کہ ہمیشہ نہ سمجھنے والی کیفیت یعنی الوژن (illusion) میں رہتا ہے:

> "کہنا تو چاہتا تھا کہ کبھی مجھے بھی پڑھ لو، میں ایسی کہانی ہوں جو صرف اسی کے لیے ہے، لیکن یہ بات تو میں اس وقت بھی اس سے نہ کہہ سکا جب وہ میرے ساتھ پڑھتی تھی۔" 5

یہاں محبت کی وہ نفسیاتی الجھن نظر آتی ہے جو کہ زبان تک نہیں آتی بل کہ احساس کی دنیا میں اپنا گھر بنا لیتی ہے۔ افسانے میں وقت کا دائروی تصور پیش کیا گیا ہے۔ "راوی" کے لیے وقت مسلسل دائرے میں گھومتا دکھائی دیتا ہے جہاں وہ ایک ہی تجربے سے بار بار آشنا ہوتا ہے۔ کارل یونگ کے مطابق ہر مرد کے لاشعور میں اینما (Anima) ایک محبوبہ ہوتی ہے، جو اس کی شخصیت کے غیر شعوری پہلوؤں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ کاگنیٹیو بیہوریئل تھراپی کے مطابق:

> "The Anima archetype represents the feminine aspect within a man's unconscious, playing a pivot al role in his emotional and spiritual development. According to Jungian psychology, the Anima acts as a messenger between a man's conscious personality and the collective unconscious, bringing forth creative and intuitive insights.
> This process is fundamental in accessing the deeper layers of the psyche and fostering emotional growth."6

یہاں مرکزی کردار کا لاشعور بھی ایک نسوانی روپ کی گرفت میں ہے اور بار بار سامنے آنے پر بھی اداسی اور ادھوراپن چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔

> "میں اپنے ساتھ ایک نئی کتاب لے گیا تھا اور اسی میں منہمک تھا کہ آواز آئی۔۔۔ " آپ چائے تو نہیں پیئیں گے؟" میں نے چونک کر سر اٹھایا، وہ دہلیز پر کھڑی تھی۔ جی۔۔۔ "شہر کے لوگ چائے بہت پیتے ہیں نا۔۔۔ وہ کھلکھلائی۔ اگر آپ کہیں تو آپ کے لیے چائے بنالاؤں؟" "جی۔۔۔ "میں بوکھلایا ہوا تھا۔ اچھا بنالاتی ہوں۔" ۔۔۔ وہ دہلیز کے پار اندھیرے میں غائب ہو گئی۔ چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے اس نے بتایا کہ وہ میری بیوی کی رشتہ دار ہے۔ اس نے کہا۔۔۔ "آپ تو مجھے نہیں جانتے، لیکن میں آپ کو پہچانتی ہوں، میں باجی کی شادی میں بھی آئی تھی۔" میں اسے کیسے بتاتا کہ میں تو اسے

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

صدیوں سے جانتا ہوں۔ وہ ہمیشہ یونہی میری زندگی کی دہلیز پر کھڑے ہو کر چند لمحوں کے لیے مجھ سے بات کرتی ہے اور پھر وقت کے سرابوں میں کہیں گم ہو جاتی ہے۔" 7

محولہ بالا اقتباس اس بات پر منتج ہے کہ رشید امجد کا افسانہ "ایک کہانی اپنے لیے "گہرے نفسیاتی و جذباتی عناصر کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس افسانے میں انسانی نفسیات میں موجود محرومی، یاداشت کے سراب اور جذباتی گہرائیوں کی بہترین عکاسی کی گئی ہے جو قاری کو اداسی کی ایک نہ ختم ہونے والی شاہراہ پر چھوڑ دیتا ہے۔ رشید امجد کی افسانہ نگاری کے بارے میں ذوالفقار علی لکھتے ہیں:

"وہ بیک وقت مختلف زمانوں میں سفر کرتے ہیں۔ حال میں رہ کر ماضی اور مستقبل کی سیر کرو آتے ہیں جس کے لیے وہ آزاد تلازمہ اور شعور کی رو کی تکنیک کا استعمال کرتے ہیں۔" 8

افسانہ "ایک کہانی اپنے لیے "جدید انسان کی نفسیاتی تنہائی، یادداشت کی شکست و ریخت اور لاشعوری خواہشات کا علامتی اظہار ہے جہاں خود کلامی کی تکنیک کے ذریعے راوی کا باطن قاری پر منکشف ہوتا ہے۔ افسانے میں جذباتی علاحدگی، ناآسودہ محبت اور ابتدائی صدمے کے اثرات اس طرح ابھرتے ہیں کہ ماضی ایک زندہ تجربہ بن کر حال میں در آتا ہے اور وقت دائروی کیفیت اختیار کر لیتا ہے۔ راوی کی زندگی چند لمحوں کی وابستی اور طویل اداسی کے درمیان معلق دکھائی دیتی ہے۔ مذکورہ افسانہ فرد کی شناخت، کش مکش، تنہائی اور وجودی ملال کا ایسا مرقع بن جاتا ہے جو رشید امجد کے منفرد طرزِ احساس کی مثال آپ ہیں۔

حوالہ جات:

---

1 Lester Donald Crow, Alice Crow educational psychology ,3rd edition London: collier Macmillan ltd 1968,p650

2 شکیل الرحمان، ادب اور نفسیات، اشاعت گھر پٹنہ، 1951ء، ص53

3 رشید امجد، عکس بے خیال، ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی، 1996، ص14

4 ایضاً، ص16

5 ایضاً، ص18

6 https://bayareacbtcenter.com/anima-and-animus-jungs-archetypes/#:~:text=Carl20%Jung's20%theory20%of20%the,aspect20%within20%a20%woman's20%unconscious.

7 ایضاً، ص18، 17

8 ذو لفقار علی، رشید امجد کی افسانہ نگاری: ایک جائزہ: مشمولہ، اردو ری سرچ جرنل، شمارہ نمبر 25، 2021ء